اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یومِ وصال ربیع الثانی کی ۱۱ تاریخ کو ہر سال مختلف بلاد وامصار عالم میں عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ وہ ایک بلند پایہ صوفی بزرگ ہونے کے علاوہ نہایت اعلیٰ کردار کے مالک عالم، فقیہ، محدث، مفسر اور متکلم تھے۔ مسلمانانِ عالم کی ایک بڑی تعداد ان سے والہانہ عقیدت رکھتی اور ان کے نام کی فاتحہ دلانے کو اظہارِ عقیدت کا لازمی جزو سمجھتی ہے جبکہ ان کے علم وورع وتقویٰ سے متاثر ہونے والے اب خال خال ہیں۔ چنانچہ ان کی تعلیمات کو عام کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے والے بھی اسی تناسب سے پائے جاتے ہیں۔ ان کے محبین کی اکثریت آج فقط ان کی کرامات کا ذکر کرتی اور انہی کے سبب ان سے عقیدت کا دم بھرتی ہے جبکہ حضرتِ شیخ کا اصل تعارف ان کی تعلیمات اور ان کا وہ اصلاحی کام ہے، جس کی بدولت ہزاروں لوگ دین کی مبادیات سے واقف ہو کر اصلاحِ احوال کے اس عمل گزرے جسے تزکیہ نفس کہا جاتا ہے۔ ان کی شخصیت ایک مزکی اور معلم کی تھی اور تزکیہ ہی نے انہیں ولایت کے اعلیٰ ترین مناصب سے گزار کر قطب وغوثِ وقت کے درجہ علیا پر فائز کیا تھا۔ ان کی زندگی اپنے تلامذہ اور مریدین کو توحیدِ خالص کی تعلیم دینے اور عشقِ رسالت مآب ﷺ سے سرشار کرنے میں گزری۔ ان کی محفل میں بیٹھنے والا یا ان کی صحبت اختیار کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوا۔ ان کی نگاہ میں اس بلا کی تاثیر تھی کہ بدعمل اگر سامنے آتے تو اعمالِ بد سے تائب ہو جاتے اور باغی مطیعِ خدا ورسول بن کر نکلتے۔ وہ اپنے درس میں ہمیشہ اکلِ حلال اور صدقِ مقال پر زور دیتے، انہوں نے انسانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں اخلاص پیدا کرنے کی تعلیم دی، وہ فرماتے:

"......اگر چرواہے بھیڑئے بن جائیں تو بکریوں کی حفاظت کون کرے؟ اگر علماء علم کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو جائیں تو لوگ کس کی پیروی کریں، اگر مجاہد فخر وغرور کے لئے سوار ہوں یا لوگوں کو لوٹنے کی نیت سے سوار ہو کر نکلیں تو دشمن پر فتح کیسے پائیں؟ کسبِ حلال کرنے والے خائن ہو جائیں تو لوگ ان کو کس طرح اپنا امین سمجھیں۔...." (غنیۃ الطالبین)

حضرتِ شیخ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے ہر دور میں بکثرت رہے ہیں اور آج بھی کچھ کم نہیں۔ مگر کیا کبھی ان کے فرمودات کو پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے پر بھی عقیدت مندوں نے توجہ دی؟ حضرتِ شیخ نے صدیوں پہلے جن امورِ خطیرہ کی نشاندہی کی تھی آج وہ اپنی عملی صورت میں مسلم امہ میں

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

سرایت کر چکے ہیں اور پوری امت ان کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ آج چرواہے واقعتاً بھیڑیئے بن چکے ہیں اور حفاظت کی ڈیوٹی پر مامور محافظین نے حقیقی بھیڑیوں کا روپ دھار لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی کی عزت وناموس محفوظ نہیں۔ اور ہر شخص زبانِ حال سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ مجھے میرے محافظوں سے بچاؤ۔

علماء علم چھوڑ کر دنیاداری میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ ان کی تقریر وتحریر کا مقصد اصلاح احوالِ دیگراں سے زیادہ فکرِ معاشِ خود ہے، چنانچہ تقاریر کا انتخاب عوام کا مزاج دیکھ کر کیا جاتا ہے کہ جس تقریر پر زیادہ ہُن برس سکتا ہو وہی کی جائے اور جو طرزِ تقریر عوام کو زیادہ نعرے بازی پر اکسا سکتا ہو اسی کو اختیار کیا جائے۔ اگرچہ اس سے اصلاح کی بجائے بگاڑ ہی کیوں نہ پیدا ہو۔ چنانچہ فرقہ واریت میں تشدد انہی تقاریر کا ثمرہ ہے۔ ڈھونڈے سے کوئی عالم ایسا نہیں ملتا کہ جس کے اعمالِ صالحہ کی مثال پیش کر کے نئی نسل کو دین داری وعلم دوستی پر آمادہ کیا جا سکتا ہو۔ چنانچہ دین بیزاری اور علماء سے نفرت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مساجد میں جمعہ کے خطابات سننے سے لوگ کتراتے اور فقط نماز کے لئے جماعت سے چند لمحے قبل مساجد میں آنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ مجالس وعظ وتذکیر کی جگہ محافلِ نعت وتفریح نے لے لی ہے۔ مسلم افواج کے جیالے اب جدید سہولتوں سے لیس سواریوں پر سوار ہونے اور اپنے اپنے ہی ممالک کے باشندوں کو فتح وزیر کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر مجاہدانہ سواری اب صرف حکایتوں میں باقی رہ گئی ہے وہ بھی شاید زیادہ دیر نہ رہے کہ جہاد بیزار حکمرانوں کی نصاب کی تبدیلی کی خواہش (یا مجبوری) نے ایسے تمام (فرسودہ) واقعات کی بساط لپیٹ دینے کا عمل شروع کر رکھا ہے۔

کسبِ حلال تجارت کے راستے ملا کرتا ہے اور تجارت میں اب جس قدر دھوکہ وفریب ہے وہ بجائے خود ایک ناسور ہے جسے کسی تریاق سے ختم نہیں کیا جا سکتا اور یہ ناسور دن بدن بڑھ رہا ہے اور مسلم امہ کے وجود کو تیزی سے نگل رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تجارتی منڈیوں پر عالمی بنیوں کا قبضہ ہو چکا ہے اور یہودی مکار پوری دنیا کے معاشی وسائل کا تنِ تنہا مالک بن بیٹھا ہے۔ اور ان کی تقدیر کے فیصلے صادر کرنے لگا ہے۔

ایسے میں حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یوم مناتے وقت ان کی تعلیمات پر غور کرنا اور اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنا از بس ضروری ہے نہ کہ صرف گیارہویں کی کھیر کھا کر حضرتِ شیخ کو ایصالِ ثواب کر کے مطمئن ہو جانا کہ.......

ہم سا کوئی مرید نہ ہوگا نہ کہیں ہے

اللہ رب العزت ہم سب کو خود احتسابی اور اصلاح احوال کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆